جامعة الملك سعود، ریاض میں زیر تعلیم ہندوستانی طلبہ کا

عید الاضحیٰ مبارک

ایڈیٹر

یاسر اسعد

ماہنامہ

شمارہ نمبر (۴) جون و جولائی ۲۰۲۲ء = ذوالقعدہ و ذوالحجہ ۱۴۴۳ھ

مشمولات مجلہ

افتتاحیہ

ارتکاز کا یہ شمارہ جب آپ کو باصرہ نواز ہوگا اس وقت مسلمانان عالم اپنے دوسرے عظیم الشان تہوار اور ایک عظیم فریضے کی ادائیگی سے فارغ ہو چکے ہوں گے۔ تہوار کی مبارک باد کے ساتھ اللہ کی جناب میں دعا ہے کہ ہماری قربانیاں اس کے یہاں شرف قبولیت حاصل کریں اور ہر سال وطن عزیز میں یہ تہوار ہم اسی شان و شوکت کے ساتھ مناتے رہیں۔

مسلمانان ہند پر تازہ قہر یہ نازل ہوا کہ چلتے ٹی وی پروگرام میں حکومت وقت کی ایک اسپیکر نے محسن انسانیت ﷺ کے بارے میں توہین آمیز کلمات کہے، اسی سے پیوستہ حکومت ہی کے ایک دوسرے ذمہ دار صحافی نے بھی اپنے ٹویٹر اکاؤنٹ کے ذریعہ ان گستاخیوں کا اعادہ کیا، اور یوں صرف مسلمانان ہند ہی نہیں مسلمانان عالم کے دل بھی سخت رنجور ہوئے اور مختلف پلیٹ فارموں سے انہوں نے اس پر اعتراض جتایا۔ ممکن ہے یہ کلمات وقتی اشتعال کا نتیجہ رہے ہوں، مگر مسلم مخالف حکومت اور اس کے کارندوں نے جس طریقے سے اس کی جابجا حمایت کی اور کھل کر اپنی خباثت کا اظہار کیا وہ انتہائی افسوس ناک تھا۔ بہت ممکن تھا کہ اپنی سابقہ مثالوں کی طرح اس پر بھی ہندوستانی مسلمانوں کا احتجاج بے سود رہ جاتا، مگر عرب ممالک نے بڑے پیمانے پر اس پر ناراضگی جتائی جس کے سبب برسر اقتدار پارٹی نے ان دونوں گستاخوں پر پابندی عائد کی اور اپنی پارٹی سے معزول کر دیا۔ گر بات یہیں پر ختم ہو جاتی تو بہت ہی

بہتر ہوتا، مگر اس کے بعد بھی بڑی تعداد میں مظاہرات کا سلسلہ شروع جاری رہا، اور حسب سابق ان مظاہرات نے اپنوں کی ناسمجھی یا غیروں کی سازش سے پر تشدد شکل اختیار کر لی اور حکومت کو دخل اندازی اور کارروائی کا جواز فراہم کیا، اس کے بعد جو کچھ ہوا وہ بہت ہی افسوس ناک رہا۔ اللہ ہمارے حال پر رحم کرے۔۔

توہین رسالت کے واقعات گزشتہ دہائی سے جس قدر تسلسل کے ساتھ پیش آرہے ہیں، اور انہیں باقاعدہ دنیا کی مختلف حکومتوں کی سرپرستی مل رہی ہے یہ چیز ہمیں سوچنے پر مجبور کر دیتی ہے، اور پھر اس طرح کے واقعات پر ہم مسلمانوں کے رد عمل کا جو طریقہ ہے وہ بھی مجموعی طور پر دنیا کے سامنے ہے۔

سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ اسلامی تعلیمات نے دوسرے مذاہب کا رد ضرور کیا ہے مگر تردید اور توہین کے فرق کو بھی ملحوظ رکھا ہے۔ اس ضمن میں سورہ انعام کی ایک سو آٹھویں آیت کریمہ اصولی دلیل ہے۔ اس لیے یہاں پر غیر مسلموں کو (اور بعض مسلمان بھائیوں کو بھی) خوب سمجھ لینا چاہیے کہ ان یاوہ گوئیوں کے مقابلے میں مسلمان اس سطح پر نہیں اتر سکتے کیوں کہ ان کا مذہب خود انہیں اس سے باز رکھتا ہے۔ خصوصاً جب یہ گستاخی کسی آسمانی مذہب کے پیروکاروں سے ہوتی ہے تو اس وقت مسلمان مزید مجبور ہوتا ہے کہ وہ اپنے پیغمبر کی اطاعت کے ساتھ ان کے پیغمبروں پر ایمان لانے کا بھی مکلف ہے اور اگر وہ ان کی سطح پر اترتا ہے تو اس کے اندر اسلام باقی نہیں رہ جاتا۔ پس دین حقیقی اور عالمی امن وسلامتی کا ضامن وہی دین ہے جو بقائے باہم اور رواداری کی تعلیم دیتا ہو اور دوسرے مذہب کی کسی بھی چیز کی توہین سے سختی سے منع کرتا ہو۔

دوسری بات یہ کہ ان مواقع اور فرصتوں کو کیش کرنے میں ہم ہندوستانی مسلمان بہت پیچھے ہیں۔ اس سراپا شر میں ہم خیر کا پہلو کیسے برآمد کر سکتے ہیں اس میں ہماری کوئی دلچسپی نہیں ہوتی۔ اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کے دفاع کے لیے موجودہ دور میں کیا کیا وسائل استعمال ہو سکتے ہیں اور کس

طریقے سے محسن انسانیت ﷺ سے عالم انسانیت کو بخوبی واقف کرایا جاسکتا ہے اس طرف ہماری نگاہ نہیں جاتی۔ حالانکہ زیادہ دور نہیں، گذشتہ صدی کے ہندوستانی ماحول پر ہی نظر ڈالیے تو بہت ساری مثالیں مل جائیں گی کہ کس طرح ہمارے علماء نے اسلام کے اوپر وارد کیے جانے والے اعتراضات کا فوری جائزہ لیا ہے اور یہ جائزہ بھی سب وشتم پر مبنی نہیں بلکہ انتہائی عالمانہ اور باوقار جواب ہوتا تھا۔ 'سلطان التفاسیر' کی آڑ میں جب مرتد پادری سلطان محمد نے قرآن پر تنقید کی اور شکوک وشبہات پھیلانے کی کوشش کی تو مولانا ثناءاللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ نے فوری تعاقب کیا اور جدال بالتی ھی احسن کی مثال قائم کی۔ وقت کی حاجت اور اپنی ذمہ داری کا احساس ان بزرگوں کو کتنا تھا اس کا اندازہ اس اقتباس ثنائی سے لگائیے: ''.........چونکہ پادری صاحب نے ایک ماہوار عیسائی رسالہ ''المائدہ'' کی معرفت تھوڑا تھوڑا حصہ تفسیر کا شائع کرنا شروع کیا تھا جس کی وجہ سے خیال ہوا کہ اگر اس تفسیر کے خاتمہ تک جنبش قلم کو بند رکھا جائے تو اتنے عرصے تک زندگی کا کیا اعتبار؟ نیز اتنا بڑا کام دفعتاً کرنا محال ہوگا، اس لیے ۶/ مئی ۳۲ء سے ہم نے پادری صاحب کے پیچھے اشہب قلم دوڑادیا۔ مسلم قلم اتنے زور سے دوڑا کہ پادری صاحب کے برابر جاملا.........''

بہت افسوس ہے کہ ہماری ساری تگ ودو کا ماحصل فقط مظاہرات ہیں، ایسے احتجاجات جن میں طیش وغضب کی زبان ہو، مخالف کے تکا بوٹی بنانے کی زبان ہو، اینٹ کا جواب پتھر سے ہو۔ کوئی مسلم قلم اور وہ بھی قوم کی زبان میں اپنے نبی کے تعارف اور ان کے دفاع میں دور دور تک نظر نہیں آتا۔

اس کے مقابلے میں یورپی مسلمانوں کا ایسے مواقع پر رد عمل دیکھیے۔ ہالینڈ میں اسلام مخالف طاقتوں نے ۲۰۰۸ء میں ''فتنہ'' فلم بنائی تھی جس میں اسلام اور پیغمبر اسلام کے تعلق سے زہر افشانی کی گئی تھی اور پوری فلم میں یہی دکھایا گیا کہ اسلام اور اہل اسلام شدت پسند ہیں۔ ۱۷/ منٹ کی یہ فلم ہالینڈی مسلمانوں کے لیے واقعی فتنہ (آزمائش) تھی جس میں مسلمان کھرے اترے اور غیظ وغضب کے باوجود کوئی ایسا قدم نہیں اٹھایا جو خود ان کی بدنامی کا باعث بنتا، اب اہانت کا یہ معاملہ صرف

مسلمانوں اور ان فلم سازوں کے درمیان کا نہیں رہا بلکہ پورے ہالینڈی معاشرے نے اس پر اپنا احتجاج درج کرایا جن میں بہت سارے فلم پروڈیوسر، قانون داں ارباب کنیسہ بھی تھے، یہی نہیں بلکہ ایمسٹرڈم میں اسلامی مکتبات پر غیر معمولی بھیڑ دیکھی گئی، حتی کہ فلم کی نمائش کے فقط دو دن بعد وہاں سے قرآنی تراجم ختم ہوگئے۔ ہالینڈی اخباروں نے مسلمانوں کے پر سکون رد عمل کو سراہا، ہالینڈ کے اخبار دی ٹیلی گراف نے بتایا کہ کس طرح مسلمانوں نے مشتعل ہونے کے بجائے ان اعتراضات کو فرو کرنے کے لیے مساجد کے دروازے چوپٹ کھول دیے، اور مختلف ورکشاپوں میں بتایا گیا کہ کس طرح قرآنی آیات کو اس فلم میں سیاق وسباق سے کاٹ کر پیش کیا گیا ہے۔ نیز اس کے جواب میں بھی کچھ فلمیں تیار کر کے انٹرنیٹ پر اپ لوڈ بھی کی گئیں۔ یہ تو تھی عربی مجلہ المجتمع کی ۱۲-۱۸/اپریل ۲۰۰۸ء کی رپورٹ۔ اب اس سے آگے زمانے کی نیرنگیاں دیکھیے۔

انگریزی اخبار دی گارجین کی اشاعت بروز ۲۳/اکتوبر ۲۰۱۳ء میں ایک خبر شائع ہوئی جس کی سرخی یوں ہے:

"Arnoud van Doorn: from anti-Islamic film-maker to hajj pilgrim"

خبر کے نیچے درج ہے کہ 'گیرٹ ولڈرز کی اسلام مخالف پارٹی کا سابق ممبر جس نے مسلمانوں کے خلاف فلم بنا کر ان کو شدت پسند ثابت کرنے کی کوشش کی، وہ کیوں کر مکہ مکرمہ سے ٹویٹ کر رہا ہے؟'

فتنہ نامی اس فلم کے اس پروڈیوسر Arnoud van Doorn نے بتایا کہ فلم کی ریلیز کے بعد جب اس نے لوگوں کے شدید غیظ وغضب کا مشاہدہ کیا تو حقیقت حال سے واقفیت کے لیے قرآن وسنت کا مطالعہ شروع کیا، اور مسلمانوں کے دینی مراکز کا رخ کیا، اور کچھ عرصے کے بعد اس نے اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کر دیا۔ ۲۰۱۳ء اس کے قبول اسلام کا سال تھا، ۲۰۱۴ء میں اس کا بیٹا بھی اسلام کے سایے

میں آگیا اور یوں ؎

پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے

۲۰۱۳ء میں بدنام زمانہ فلم کا یہ پروڈیوسر مناسک حج کی ادائیگی کے لیے حجاز پہنچتا ہے، مدینہ منورہ میں قبر رسول ﷺ کے پاس پہنچ کر اس کا ضبط جواب دے دیتا ہے، زیارت کے بعد دیے گئے انٹرویو میں کہتا ہے کہ ”رسول اکرم ﷺ کی قبر کے پاس پہنچ کر میری شرمندگی مزید بڑھ گئی کہ اسلام سے قبل میں نے کتنے بڑے گناہ کا ارتکاب کیا تھا۔“

اس طرح کی اور مثالیں ڈھونڈھنے پر دستیاب ہو جائیں گی کہ دین حق کے خلاف آخری حد تک جانے والے نفوس کے اندر جب بحث و تحقیق اور معرفت حق کا شوق پیدا ہوتا ہے تو پھر وہی اس دین کے محافظ بن جاتے ہیں۔ ہماری ذمہ داری ان حالات میں اسلام اور پیغمبر اسلام کے تعارف کی ہے۔ بڑے پیمانے پر نبی پاک ﷺ کی سیرت اور آپ کے کردار کو مختلف علاقائی زبانوں میں عام کرنے اور خود ان پر عمل پیرا ہونے کی ضرورت ہے۔

۲۰۲۲ء کا حج اللہ کے فضل و احسان سے بہ حسن و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ وبائی مرض کے سبب پچھلے دو برسوں کا حج کافی محدود حجاج کے لیے تھا جس کا قلق سارے مسلمانوں کو تھا۔ اس سال احوال کی بہتری کے بعد مملکت سعودی عرب نے تقریباً دس لاکھ حجاج کا خیر مقدم کیا اور ہمیشہ سے بڑھ کر ان کا انتظام کیا اور ان کے لیے سہولتیں مہیا کرانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ وبائی دور کے بعد حجاج کی آسانی کے لیے کافی نئے پروجیکٹوں کا آغاز ہوا جس کی وجہ سے امسال کا انتظام گذشتہ سالوں سے فائق تر رہا جس کی تعریف میں حجاج رطب اللسان رہے۔ اتنے بڑے مجمع کو احسن طریقے سے کنٹرول کرنا اور ہر طرح کی بدمزگی دور کر کے اسلام کے پانچویں رکن کی ادائیگی کو حتی الوسع آسان بلکہ پر تعیش بنانے پر مسلمانانِ عالم کو حکومت سعودیہ کا ممنون ہونا چاہیے۔ امن عالم کی جو صورت حال ہے اور جس طریقے

سے مملکت کے خلاف ریشہ دوانیوں کا سلسلہ زبان قال و حال سے جاری رہتا ہے اس کی حمایت کی توقع کسی مسلمان سے نہیں کی جانی چاہیے، کیوں کہ اسی بلاد امن کے امن وامان پر یہ عظیم الشان عبادت موقوف ہے۔ ہمارے بعض برادران، جو ہر چھوٹی بڑی بات پر مسلمان حکومتوں اور ان کے حکمرانوں کے خلاف بیان بازی اور بسااوقات تکفیر تک چلے جاتے ہیں، ان کو اس رخ پر سنجیدگی کے ساتھ غور کرنا چاہیے۔

(یاسر اسعد)

وجہ اللہ (اللہ کے چہرے) کا معنی اور مفہوم

حسان عبد الغفار
جامعۃ الملک خالد، ابہا

اللہ رب العزت کی صفات کا باب ابواب اسلام میں سب سے اہم اور اعلی ہے؛ وہ اس وجہ سے کہ اس کی حقیقی اور کامل معرفت اس کی صفات کو جانے بغیر ممکن نہیں ہو سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم میں اللہ کے اسماء وصفات کا ذکر دیگر احکام سے کہیں زیادہ موجود ہے۔ جیسا کہ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "والقرآن فيه من ذكر أسماء الله وصفاته وأفعاله أكثر مما فيه من ذكر الأكل والشرب والنكاح في الجنة"[1] "قرآن کریم میں اللہ کے اسماء وصفات اور افعال کا تذکرہ جنت میں کھانے پینے اور نکاح کرنے کے ذکر سے کہیں زیادہ ہے۔" نیز اللہ کی صفات کا باب توحید کے ارکان میں سے ایک اہم رکن اور معارف الہیہ میں سب سے اعلی واشرف علم ہے۔

مگر افسوس کہ اسلام کے اس اہم باب میں بہت سارے افراد اور بہت ساری جماعتیں گمراہی کا شکار ہوئیں۔ چنانچہ جب ہم اس گمراہی کے اسباب کو تلاش کرتے ہیں تو دو اہم اور بنیادی باتیں سامنے آتی ہیں:

۱۔ عقل بازی

یعنی صفات باری تعالی کو محض عقل سے سمجھنے کی کوشش کرنا۔

۲۔ تقلید

یعنی اپنے بڑوں اور بزرگوں کو دیکھ اور سن کر انہیں کی روش، طریقہ اور فہم کو اختیار کرنا۔

انہیں دو اہم اسباب کی بنا پر کچھ لوگوں نے صفات باری تعالی کا سرے سے انکار کر ڈالا، کچھ نے ان کی مثالیں بیان کی، کچھ نے انہیں مخلوق کے مشابہ قرار دیا تو کچھ نے ان کی تاویلیں کر ڈالیں۔

ذیل میں ہم اللہ رب العزت کی ایک ذاتی صفت **"الوجہ"** کا صحیح معنی اور مفہوم سمجھنے کے ساتھ ساتھ غلط مفہوم اور اس کی تاویل کو جاننے کی کوشش کریں گے۔

اللہ رب العزت کی صفات کی دو قسمیں ہیں:-

۱۔ صفات ذاتیہ

یعنی وہ تمام صفات جو اللہ تعالی کی ذات کے ساتھ ہمیشہ سے متصف رہی ہیں اور ہمیشہ متصف رہیں گی اور کبھی بھی اس کی ذات سے نہ توجدا ہوئی ہیں اور نہ ہوں گی۔

جیسے: العلم (علم)، الوجہ (چہرہ)، الیدین (دونوں ہاتھ) اور العینین (دونوں آنکھیں) وغیرہ۔

۲۔ صفات فعلیہ

یعنی وہ تمام صفات جو اللہ رب العزت کی مشیت سے جڑی ہوئی ہیں، اگر وہ چاہے تو انہیں انجام دے اور اگر

---

(۱) درء تعارض العقل والنقل: ۳۱۰/۵

چاہے تو نہ دے۔

جیسے :استواء على العرش (عرش پر مستوی ہونا)

نزول إلى سماء الدنيا (آسمان دنیا پر نزول) وغیرہ۔[1]

چنانچہ سلف صالحین کے یہاں یہ ضابطہ مسلم ہے کہ صفات الٰہی کے سلسلے میں وارد نصوص اور الفاظ سے صرف ان کے ظاہر معانی ہی مراد لیے جائیں گے۔ مطلب یہ کہ ان نصوص اور الفاظ کے سامنے آتے ہی جو معنی سب سے پہلے ذہن میں آتا ہے صرف اسی معنی کو مراد لیں گے جسے اصطلاح میں "معنیٰ متبادر إلى الذهن" کہا جاتا ہے۔ جیسا کہ قاضی ابویعلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:"لا يجوز رد هذه الأخبار، ولا التشاغل بتأويلها، والواجب حملها على ظاهرها" [2] "صفات الٰہی پر مشتمل اخبار کو رد کرنا جائز نہیں ہے اور نہ ہی ان کی تاویل درست ہے بلکہ انہیں ان کے ظاہر معنی پر محمول کرنا ضروری ہے۔"

حتی کہ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر اجماع نقل کیا ہے ، چنانچہ فرماتے ہیں : "أهل السنة مجمعون على الإقرار بالصفات الواردة كلها في القرآن والسنة، والإيمان بها، وحملها على الحقيقة لا على المجاز، إلا أنهم لا يكيفون شيئًا من ذلك، ولا يحدون فيه صفة محصورة"[3] "قرآن وسنت میں اللہ رب العزت کی جتنی صفات وارد ہوئی ہیں، ان کے اقرار پر، ان کے ساتھ ایمان لانے پر اور انہیں ان کے مجازی معنی کے علاوہ حقیقی معنی مراد لینے پر سلف صالحین کا اجماع ہے، نہ تو وہ کسی صفت کی کیفیت بیان کرتے ہیں اور نہ ہی کسی صفت کی حد بندی کرتے ہیں۔"

چنانچہ جب ہم لفظ "الوجہ" کو سنتے ہیں تو "چہرہ" کے علاوہ کوئی اور معنی یا مفہوم ہمارے ذہن میں نہیں آتا ہے کیونکہ اہل لغت نے اس کا یہی معنی بیان ہے۔

-**الوجه:** مُسْتَقْبَلُ كلِّ شيءٍ[4]

-**الوجه:** ما يواجهك من الرأس، وفيه العينان والفم والأنف.[5]

--یہی معنی اردو صاحب لغات نے بیان کی ہے۔[6]

قارئین کرام! جب یہ واضح ہو گیا کہ "الوجہ" کا معنی "چہرہ" ہے تو ہم دیکھتے ہیں کہ اردو مترجمین قرآن نے اس لفظ کا کون سا معنی مراد لیا ہے۔ ملاحظہ ہوں درج ذیل آیات اور ان کی تفسیریں:

۱-﴿**وَمَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ اللّٰهِ**﴾(البقرہ:۲۷۲)

ترجمہ:-

- تمہیں صرف اللہ کی رضامندی کی طلب کے لیے

---

(۱) دیکھیں: القواعد المثلى في صفات الله وأسمائه الحسنى لابن عثيمين ، ص : ۲۵

(۲) الفتوى الحموية الكبرى لابن تيمية ، ص : ۴۸۹

(۳) ایضا، ص: ۴۸۲ والصواعق المرسلة في الرد على الجهمية والمعطلة لابن القيم: ۱۲۸۹/۴

(٤) القاموس المحيط : ۱۲۵۵/۱

(٥) القاموس الفقهي لسعدي أبو حبيب : ۳۷۳/۱ ، ومعجم اللغة العربية المعاصرة لأحمد مختار : ۲۴۰۸/۳، والمعجم الوسيط : ۱۰۱۵/۲

(٦) دیکھیں: القاموس الوحيد، ص : ۱۸۱۹ ، المنجد، ص : ۹٦۲

ہی خرچ کرنا چاہیے۔(احسن البیان ترجمہ جوناگڑھی)

- آخر تم اسی لیے تو خرچ کرتے ہو کہ اللہ کی رضا حاصل ہو۔(تفہیم القرآن از مودودی)
- اور جو تم خرچ کرتے ہو اللہ ہی کی رضا کے لیے کرتے ہو۔(تیسیر القرآن از عبدالرحمن کیلانی)
- اور تم جو خرچ کروگے خدا کی خوشنودی کے لیے کروگے۔(تفسیر مظہری از قاضی محمد ثناءاللہ مظہری)

۲-﴿إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا﴾(الدھر:۹)

ترجمہ:-

- ہم تمہیں صرف اللہ تعالی کی رضامندی کے لیے کھلاتے ہیں نہ تم سے بدلہ چاہتے ہیں نہ شکر گزاری۔(احسن البیان ترجمہ جوناگڑھی)
- ہم تمہیں صرف اللہ کی خاطر کھلا رہے ہیں، ہم تم سے نہ کوئی بدلہ چاہتے ہیں نہ شکریہ۔(تفہیم القرآن از مودودی)
- ہم تمہیں صرف اللہ کی رضا کی خاطر کھلاتے ہیں ہم تم سے نہ کوئی بدلہ چاہتے ہیں اور نہ شکریہ۔(تیسیر القرآن از عبدالرحمن کیلانی)
- ہم تم کو خالص خدا کے لیے کھلاتے ہیں۔ نہ تم سے عوض کے خواستگار ہیں نہ شکر گزاری کے۔(تفسیر مظہری از قاضی محمد ثناءاللہ مظہری)

چنانچہ قرآن مجید میں جہاں بھی ''الوجہ'' کی اضافت اللہ کی طرف کی گئی ہے جیسے ﴿إِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ اللّٰهِ﴾ یا ﴿يُرِيدُونَ وَجْهَهُ﴾ یا ﴿يُرِيدُونَ وَجْهَ ٱللَّهِ﴾ یا ﴿لِوَجْهِ اللّٰهِ﴾ یا ﴿ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ﴾ یا پھر ﴿ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ﴾ وہاں پر ''اللہ کا چہرہ'' ترجمہ کرنے کے بجائے تمام مترجمین نے لفظ چہرہ کی جگہ ''رضا'' یا ''رضامندی'' یا پھر ''خوشنودی'' جیسے الفاظ سے ترجمہ کیا ہے جیسا کہ بطور مثال چار ترجمہ پیش کیا گیا ہے۔

درحقیقت یہ تاویل کی ایک شکل ہے کیونکہ لغت میں ''وجہ'' کا حقیقی معنی چہرہ ہے، لہٰذا ''وجہ اللہ'' سے اللہ کی رضا یا اجر وثواب مراد لینا قطعاً درست نہیں ہے، کیونکہ اللہ کی رضا الگ چیز ہے، ثواب الگ شے ہے اور اللہ کا چہرہ بھی الگ چیز ہے۔

نیز اللہ کی رضا کے لیے قرآن نے ''وجہ'' کے بجائے ''رضوان'' اور ''مرضات'' کا لفظ اختیار ہے، جیسا کہ اللہ کا فرمان ہے:-

۱-﴿وَرِضْوَانٌ مِّنَ ٱللَّهِ﴾ (آل عمران:۱۵)

۲-﴿يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّن رَّبِّهِمْ وَرِضْوَانًا﴾ (المائدۃ:۲)

۳-﴿يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُم بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ﴾ (التوبہ:۲۱)

۴-﴿وَرِضْوَانٌ مِّنَ ٱللَّهِ أَكْبَرُ﴾(التوبہ:۷۲)

۵-﴿وَمَثَلُ ٱلَّذِينَ يُنفِقُونَ أَمْوَٰلَهُمُ ٱبْتِغَآءَ مَرْضَاتِ ٱللَّهِ﴾ (البقرۃ:۲۶۵)

مزید برآں ''الوجہ'' کا ترجمہ ''ثواب'' یا ''اجر'' سے کرنا بھی درست نہیں ہے، کیونکہ قرآن کریم نے ''ثواب'' کے لیے بھی ''وجہ'' کے بجائے ''ثواب'' یا ''أجر'' کا لفظ اختیار کیا ہے، جیسا کہ اللہ کا فرمان ہے:

۱ - ﴿ثَوَابًا مِّنْ عِندِ ٱللَّهِ ۗ وَٱللَّهُ عِندَهُۥ حُسْنُ ٱلثَّوَابِ﴾ (آل عمران:۱۹۵)

۲-﴿فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ﴾(البقرة:۲۷۴)

ساتھ ہی جو لوگ ''وجہ اللہ'' کا ترجمہ اللہ کے چہرے کے بجائے اس کی رضا، خوشنودی یا اجر وثواب سے کرتے ہیں وہ اس آیت کا کیا ترجمہ کریں گے؟؟!!

﴿كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ . وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو ٱلْجَلَٰلِ وَٱلْإِكْرَامِ﴾(الرحمان:۲۶-۲۷)

سوال: جب یہ بات واضح ہو گئی کہ ''وَجہ'' کی اضافت اگر لفظ اللہ یا اس کے کسی دوسرے نام کی طرف کی گئی ہو تو اس کا ترجمہ اللہ کے چہرے کے بجائے کسی اور لفظ سے کرنا درست نہیں ہے تو پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ کسی بھی عبادت یا عمل کو اللہ کے چہرے کے لیے کرنے کا کیا مطلب ہے؟؟

جواب: اللہ کے چہرے کے لیے کوئی کام کرنے کا مطلب یہ ہے کہ کوئی بھی نیک عمل کرتے وقت انسان یہ نیت کرے کہ اسے اس عمل کی وجہ سے جنت میں اللہ کے چہرے کا دیدار نصیب ہو۔ چنانچہ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:'' إِذَا دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّة الْجَنَّةَ – قَالَ – يَقُولُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى : تُرِيدُونَ شَيْئًا أَزِيدُكُمْ ؟ فَيَقُولُونَ : أَلَمْ تُبَيِّضْ وُجُوهَنَا ؟ أَلَمْ تُدْخِلْنَا الْجَنَّةَ، وَتُنَجِّنَا مِنَ النَّارِ ؟ ". قَالَ : " فَيَكْشِفُ الْحِجَابَ، فَمَا أُعْطُوا شَيْئًا أَحَبَّ إِلَيْهِمْ مِنَ النَّظَرِ إِلَى رَبِّهِمْ عَزَّ وَجَلَّ''[1]

'' جب جنت والے جنت میں داخل ہو جائیں گے، اس وقت اللہ رب العزت فرمائے گا کہ کیا تمہیں مزید کوئی چیز عطا کروں؟ وہ جواب دیں گے: کیا تو نے ہمارے چہرے روشن نہیں کیے! کیا تو نے ہمیں جنت میں داخل نہیں کیا اور جہنم سے نجات نہیں دی؟! آپ ﷺ نے فرمایا: ''چنانچہ اس پر اللہ تعالی پردہ اٹھادے گا تو انہیں کوئی چیز ایسی عطا نہیں ہوگی جو انہیں اپنے رب عزوجل کے دیدار سے زیادہ محبوب ہو۔''

خلاصہ یہ کہ جب ''وجہ'' کی اضافت لفظ جلالہ ''اللہ'' یا اس کے کسی اور نام کی طرف ہو تو اس سے صرف اللہ رب العزت کا چہرہ مراد ہوگا نہ کہ رضا، خوشنودی اور اجر وثواب۔ نیز اس کے چہرے کی نہ تو کیفیت بیان کی جائے گی اور نہ ہی اسے کسی مخلوق کے مشابہ قرار دیا جائے گا؛ کیونکہ اللہ کا فرمان ہے: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ ۖ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾(الشوری:۱۱)''اس کے مثل کوئی نہیں، وہ سننے اور دیکھنے والا ہے۔''

+919910563993
+966543602586
hassanansari318@gmail.com

(۱) صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب إثبات رؤية المؤمنين في الآخرة ربهم: ۱۸۱

۱۸۵۷ء کا انقلاب: پس منظر و پیش منظر

محمد عاصم افضال احمد

کلیۃ اللغۃ العربیہ، جامعہ ام القری، مکہ مکرمہ

ہندوستان کی تاریخ مغل سلطنت کا عہد زریں رقم کر رہی ہے، اکبر کے بعد جہاں گیر کا دور دورا ہے، گنگا جمنی تہذیب کا زمانہ شباب پر ہے، کاروبار حکومت فرقہ واریت سے پاک ہے، عوام صبر و شکر کی پیکر ہے، ایسے وقت میں قصر شاہی سے شاہِ وقت کی علالت کی خبر آتی ہے، اہل شہر دست دعا دراز کیے ہوئے ہیں، طبیبِ حرم نے کوئی کسر نہیں چھوڑی ہے، ہر چند کہ علاج و معالجہ کی تدبیریں عمل میں لائی جا رہی ہیں لیکن دست شفا ابھی مہلت چاہتا ہے، اس کے یہاں دیر تو ہے پر اندھیر نہیں، برطانیہ کا ایک طبیب شفا کا ذریعہ بنتا ہے، بادشاہ خوش ہو کر منہ مانگا انعام پوچھتا ہے، طبیب ہوشیار ہے بلکہ عیار ہے، نگاہیں دور افق پر ہیں، پورے ہندوستان کو اپنے حصار میں لیے ہوئے ہیں، طبیب نے مٹی کی زرخیزی کو بھانپ لیا ہے، مانگتا ہے تجارت کی اجازت دے دو، پروانہ مل جاتا ہے۔

اس واقعہ میں کتنی حقیقت ہے کتنا فسانہ اس سے قطع نظر، اس بات میں دورائے نہیں کہ جہاں گیر کے دور میں انگریزوں نے ہندوستان میں تجارتی حقوق حاصل کر لیے تھے، سولہویں صدی عیسوی سے ہی سامراجی نظام دھیرے دھیرے پوری دنیا کو اپنے چنگل میں پھنسا چکا تھا، چاہے وہ امریکہ کی کھوج ہو یا دور جنوبی ایشیائی ممالک میں ان کی آمد، ایسے میں جہانگیر کا انہیں تجارت کے لیے پروانہ اجازت دے دینا گھاٹے کا سودا ثابت ہوا، انگریزوں نے سرزمین ہند پر قدم رکھا، ان کی آمد ہندوستان کے لیے برا شگون تھی جس نے دو صدی سے زائد عرصے تک ہندوستانی عوام پر ظلم و ستم کے وہ پہاڑ توڑے، اور سفاکی و چنگیزی کی وہ خونچکاں داستان رقم کی جو ہندوستانی تاریخ کا ایک بدنما باب ہے۔

ہندوستان میں تجارتی روابط کو مضبوط تر کرنے کے لیے انگریزوں نے ایسٹ انڈیا کمپنی قائم کی، کسی بھی قوم کی اصل قوت اس کے معاشی وسائل ہوتے ہیں، ہندوستان کے معاشی وسائل میں زراعت اور صنعت و حرفت سر فہرست تھے، انگریزوں نے ان وسائل پر سب سے پہلے شب خون مارا، چھوٹی چھوٹی دیسی ریاستوں پر حملے کیے اور ان کو اپنا باج گذار بنا لیا، ۱۷۵۷ء میں انگریزوں نے بنگال کی ریاست پر حملہ کیا، سراج الدولہ کو مخبروں کی غداری کا سامنا کرنا پڑا، شکست فاش ہوئی، نتیجے میں انگریزوں کے حوصلے بلند ہو گئے، حیدر علی اور ان کے بیٹے ٹیپو سلطان کی مضبوط ریاست نے جنوب میں انگریزی استبداد کی ہر کوشش کو ناکام بنا دیا تھا، انگریز اس ریاست پر قبضہ کرکے ہندوستان پر اپنے تسلط کی تکمیل چاہتے تھے، اور بالآخر ۱۷۹۹ء میں ٹیپو سلطان کو بھی بدعہدوں کی بے وفائی نے شکست سے دوچار کیا، شیر میسور کی شہادت سے جنوب میں ایک عہد کا خاتمہ ہو گیا، اب سرزمین ہند اپنی تمام تر وسعتوں کے باوجود باشندوں کے لیے تنگ کی جانے لگی، انگریزوں نے کسانوں پر بے جا محصولات اور ٹیکس لگائے اور

ان کی عدم ادائیگی پر انہیں مختلف قسم کی سزائیں دیں، صنعت و تجارت سے جڑے افراد پر اقتصادی پابندیاں عائد کر دی گئیں، اس ستم گری نے مختلف سیاسی اور مذہبی تحریکوں کو جنم دیا، قوم کی افرادی قوت اب تحریکات کے زیر ماتحت آگئی، تحریک شہیدین کا ایمانی جذبہ اپنی آپ مثال ہے، انگریزوں نے شاہی سلاطین کو اپنے ماتحت کر کے ذلیل وخوار کیا اور انہیں اپنا پنشن خور بنا دیا، رفتہ رفتہ وہ پورے ہندوستان پر قابض ہونے لگے تھے، ہندوستانی تاریخ بلا تفریق اپنے عوام و خواص پر ہر ظلم و بربریت کو روا دیکھ رہی تھی، اب صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا تھا، چنگاری شعلہ بن چکی تھی، تنگ آمد بجنگ آمد کی صورت پیدا ہو چکی تھی، شکست خوردہ قوم کے پاس اب جنگ کے علاوہ کوئی چارہ نہیں بچا تھا، علماء اور مذہبی پیشواؤں نے انگریزوں سے جہاد کا فتویٰ صادر کیا اور پھر مئی ۱۸۵۷ء کو یہ آتش فشاں پھوٹ پڑا۔

۱۸۵۷ء کے انقلاب کو بعض انگریز مصنفین نے غدر سے موسوم کیا ہے، غدر کے معنی ہوتا ہے دھوکہ۔ یہ تعبیر اس لیے استعمال کی گئی تاکہ لوگ یہ سمجھیں کہ یہ انقلاب انگریزوں کے ساتھ دھوکہ تھا، ان کی سفاک ذہنیت کا اس سے بڑا ثبوت کیا ہو سکتا ہے ورنہ در حقیقت یہ انقلاب، آزادی کی پہلی منظم جنگ کے مانند تھا، یہ ظلم کے خلاف ہندوستانی فوجیوں اور عوام کی ایک بغاوت تھی، انگریزوں نے ہندوستان کی خانہ جنگیوں سے فائدہ اٹھا کر ملک پر تسلط جمانے کا موقع پا لیا تھا، ان کے غرور کی انتہا دیکھیے کہ وہ ہندو مسلمان اور ان کے مذہب کی تذلیل پر آمادہ ہو گئے، تعلیمی اداروں میں ایسا نظام نافذ کیا جس سے صرف عیسائی مذہب کی ترویج و اشاعت ہو، وہ ہر جائز و ناجائز طریقے سے ہندوستان کی دولت کو بڑی مستعدی سے انگلستان پہنچا رہے تھے۔ تعصب اور جانبداری پر مبنی قوانین وضع کیے گئے، فوجیوں میں گورے اور کالے کی جنسی تفریق کو روا رکھا گیا، دیسی سپاہ کو ایسے کارتوس کے استعمال پر مجبور کیا گیا جو گائے یا سور کی چربی سے آلودہ تھے، بے جا پابندیوں سے عوام بے حال ہو گئی، بہار اور دیگر علاقوں میں قحط سالی کی نوبت آگئی جس سے لاکھوں لوگ لقمہ اجل بن گئے، یہ منظر نامہ بڑا ہولناک ہے، جس پر گذری وہی جان سکتا ہے۔

ان ہولناکیوں نے عوام اور دیسی سپاہ میں بے چینی پیدا کر دی، انہوں نے انگریزوں کے خلاف خفیہ تیاریاں شروع کر دیں، ۳۱ مئی ۱۸۵۷ کو مزاحمت کا دن مقرر ہوا لیکن شومئ قسمت کہ یہ بغاوت قبل از وقت اور اچانک پھوٹ پڑی، تمام بنے بنائے منصوبے ناکام ہو گئے، پھر بھی انقلابیوں نے زبردست مزاحمت کی۔ میرٹھ، دلی، سہارنپور، بلند شہر اور مظفر نگر میں لڑائیاں ہوئیں، ہزاروں انگریز مارے گئے، دلی میں کئی مہینوں تک جنگ جاری رہی، جنرل بخت خان کی آمد نے انقلابیوں میں پھر سے جوش و خروش پیدا کر دیا، لیکن دھیرے دھیرے فوجی ساز و سامان میں کمی ہونے لگی، مالی وسائل کی قلت نے انقلابیوں کے جوش کو ٹھنڈا کر دیا، ادھر مخبروں کی نمک حرامی سے انقلابیوں کے بہت سارے فوجی ٹھکانے تباہ و برباد ہو گئے، قومیت کے جذبے کا فقدان اور سائنس و ٹکنالوجی کی کمی صاف طور پر دیکھی گئی، مراسلات اور ذرائع ابلاغ کے تمام راہوں کو انگریزوں نے مسدود کر دیا جس سے انقلابیوں کے درمیان رابطے اور خبر رسانی نہ کے

برابر رہ گئی، نیز انگریزوں کے پاس جدید اور ٹیکنالوجی سے مزین اسلحہ جات موجود تھے، ٹینکوں اور توپوں سے مسلح گورے سپاہ نے انقلابیوں کو پیچھے ڈھکیل دیا، یہ وہ بنیادی اسباب وعوامل تھے جس نے انقلاب کو ناکام بنادیا۔

۱۸۵۷ء کا انقلاب ایک طوفان بلا خیز تھا، اس میں ان لوگوں کا نام امر رہے گا جنھوں نے یا تو جام شہادت نوش کیا، تختہ دار پر لٹک گئے یا روپوش ہوگئے اور خانہ بدوشی کی زندگی گذار لی لیکن انگریزوں کے سامنے نہیں آئے، یہ بھی کسی جہاد سے کم نہیں کہ ایک شخص جنگلوں میں اپنی گذر بسر کرے، اور گمنامی کی زندگی کو ترجیح دے کر وطن کے لیے سر فروشی کی اعلی مثال قائم کرے۔ منگل پانڈے، نانا صاحب پیشوا، جنرل بخت خان، مولانا فضل حق خیر آبادی، راؤ تلارام، خان بہادر خان، رانا امر سنگھ، مولوی لیاقت علی، نواب ولی داد خان، تانتیا ٹوپی اور مولانا احمد اللہ یہ ان ہستیوں کا نام ہے جنھوں نے انقلابِ آفرین کی پر خار راہوں میں آبلہ پائی کی، یہ لوگ حق کی راہ کے وہ بے تیغ سپاہی تھے کہ مشکلات کے بڑے سے بڑے پہاڑ بھی ان کے قدموں میں تزلزل پیدا نہ کر سکے، مصائب و آفات نے ان کی جبینوں پر شکن نہ پڑنے دی اور وہ سر فروشی کی سنگلاخ وادیوں میں والہانہ چل پڑے۔

۱۸۵۷ء کے یہ واقعات و حادثات ہندوستان کی تاریخ میں ایک خاص اہمیت رکھتے ہیں، مغلیہ سلطنت کا عہد زریں اپنے اختتام کو پہنچتا ہے، کامل برطانوی استعمار کے ایک نئے عہد کا آغاز ہوتا ہے، اس انقلاب کو ہم اپنی آزادی کا نقش اولین قرار دیں تو بے جانہ ہوگا، ہم ۱۸۵۷ کے انقلاب کا گہرائی سے تجزیہ کریں تو یہ بات واضح ہوگی کہ اس دور کا ماحول بے شمار دشواریوں میں گھرا ہوا تھا، یہ حقیقت ہے کہ تمام ہندوستانی بیک وقت انگریزوں کے خلاف انقلابیوں کا ساتھ نہ دے سکے، بہت سے راجاؤں اور نوابوں نے انگریزوں کی حمایت کی، اس کے باوجود ملک کا تین چوتھائی حصہ انقلابیوں اور انگریزوں کے مابین کشت وخون کی آماجگاہ بنارہا، انگریزوں کی بدترین سوچ ''پھوٹ ڈالو حکومت کرو'' کے باوجود ہندو مسلم شانہ بشانہ انگریزوں سے بر سر پیکار رہے، اس انقلاب کا اثر ملک کے گوشے گوشے تک پھیلا، قومیت کا جذبہ پروان چڑھا، سر سید نے تعلیمی بیداری کی داغ بیل ڈالی۔ ضمیر فروش، ننگِ قوم و ملت اور اغیار کے تلوے چاٹنے والے بے شمار لوگوں کے نام طشت از بام ہوئے۔ آزادی کی جدوجہد کی نئی رفتار کا آغاز ہوا، انقلابیوں کی شہادت اور قربانیاں ضائع نہیں گئیں، ان کی یہ سر فروشی ہی ہماری غیرت کو زندہ رکھنے کا کام دیتی رہی، قوموں کی حیات و تابندگی قربانیوں کی رہینِ منت ہے، سبھاش چندر بوس کے تاریخی کلمات یادرکھنے کے قابل ہیں:

> ''افراد کی قربانی اور موت سے قومیں زندہ ہوتی ہیں،
> اگر میں کل اپنے ملک کو زندہ دیکھنا چاہتا ہوں تو مجھے
> آج اس کے لیے مر جانا ہوگا، تاکہ میرا وطن آزادی
> اور عظمت سے ہم کنار ہو سکے۔''

✆
+918090763634
+966569244955
asimafzal3634@yahoo.com

ایک ہی چھت کے نیچے پوری دنیا

«العالم تحت سقف واحد»

عبداللہ تمجید
جامعہ اسلامیہ، مدینہ منورہ

پوری دنیا میں ہزاروں کی تعداد میں اسلامی اور غیر اسلامی یونیورسٹیاں موجود ہیں، ان میں صرف جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ ہی کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ یہاں ایک سو ستر (۱۷۰) ملکوں کے طلبہ ایک ساتھ ایک ہی جگہ میں رہ کر تعلیم حاصل کرتے ہیں، جو اپنے آپ میں ایک عالمی ریکارڈ ہے، اسی وجہ سے اس سال جامعہ کا نام ورلڈ گینز بک (World Guinness Book) میں لکھا گیا، فللہ الحمد والشکر۔

﴿وَجَعَلْنَٰكُمْ شُعُوبًا وَقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوٓاْ﴾ (الحجرات: ۱۳) کو مد نظر رکھتے ہوئے جامعہ میں ہر سال تقریبا دس سالوں سے "مهرجان الثقافات والشعوب" کے نام سے ایک کلچرل فیسٹیول منعقد ہو رہا ہے، جس میں دنیا کے مختلف حصوں سے زیر تعلیم جامعہ ہی کے طلبہ اپنی اپنی خاص تہذیب اپنے اپنے خاص انداز سے پیش کرتے ہیں۔

لسانی تہذیب، کھان پان کی تہذیب، پہننے اوڑھنے کی تہذیب، رہن سہن کی تہذیب وغیرہ وغیرہ ہر ملک و قوم کی اللہ نے الگ الگ بنائی ہے، اللہ کی اس عظیم کاری گری کا نظارہ آپ بڑی آسانی سے اس کلچرل فیسٹیول میں دیکھ سکتے ہیں، نہ ملکوں کی سرحدیں عبور کرنی ہیں، نہ ہوائی جہاز کا خرچ برداشت کرنا ہے، نہ ویزہ وغیرہ کے مسائل سے دوچار ہونا ہے، آپ ایک ہی چھت کے نیچے تقریباً پوری دنیا کی سیر کر سکتے ہیں وہ بھی صرف چند گھنٹوں میں اور انتہائی دلچسپی کے ساتھ۔

جامعہ میں اس فیسٹیول کا یہ دسواں سال تھا، جس میں تقریبا اسی (۸۰) سے زیاد ملکوں کے طلبہ شریک ہوئے، ہندوستانی طلبہ بھی ان میں سے ایک تھے، جن کی اگوائی شیخ ابوہریرہ عبدالستار طالب کلیۃ الدعوہ کر رہے تھے۔

۱۸ تا ۲۶/ مئی ۲۰۲۲ء چلنے والے اس فیسٹیول میں شریک ہندوستانی طلبہ نے کافی محنت کی، ان نو (۹) دنوں میں تقریباً ہر روز کوئی نہ کوئی مسابقہ ضرور ہوتا اور ہر مسابقہ میں ہندوستانی طلبہ جوش وخروش سے شریک ہوتے، کبھی یہ مسابقہ اسٹیج پر ہوتا تو کبھی ہر ملک کے لیے مخصوص خیمہ میں، اور کبھی فیسٹیول کے لیے مختص عام میدان میں، ہر ایک مسابقے میں یہ طلبہ پوری قوت اور انفرادیت کے ساتھ حصہ لیتے اور سرخ رو ہونے کی کوشش کرتے۔

اس فیسٹیول میں کل دس (۱۰) الگ الگ مسابقات ہوئے:

۱- مسابقہ امثال وحکم ۲- مسابقہ الشعر بلغاتہم

۳-مسابقہ العاب شعبیہ　۴-مسابقہ ازیاء شعبیہ

۵-مسابقہ یوم الشائ　۶-مسابقہ یوم القھوہ

۷-مسابقہ یوم المائدہ العالمیہ　۸-مسابقہ ہذہ بلادی

۹-مسابقہ ثقافیہ

۱۰-مسابقہ افضل جناح مواجہۃ والشکل والعرض

اول الذکر پانچ مسابقوں میں ہندوستانی طلبہ پہلی سے چوتھی کسی نہ کسی پوزیشن کو پانے میں کامیاب رہے:

۱-مسابقہ امثال وحکم میں پہلی پوزیشن۔

۲-مسابقہ الشعر بلغاتہم میں دوسری پوزیشن۔

۳-مسابقہ العاب شعبیہ میں تیسری پوزیشن۔

۴-مسابقہ ازیاء شعبیہ میں تیسری پوزیشن۔

۵-مسابقہ یوم الشائ میں چوتھی پوزیشن۔

اور ایک دن عوامی ووٹنگ "آپ کی نگاہ میں سب سے افضل خیمہ" (التصویت لأفضل الجناح) میں پہلی پوزیشن۔

پھر پورے نو (۹) دنوں میں سب سے بہتر اور نمایاں کارکردگی پیش کرنے والے دس (۱۰) کامیاب ممالک میں الحمدللہ ہندوستان دوسرے نمبر پر رہا۔

دس (۱۰) کامیاب ممالک:

۱-یمن　۲-ہندوستان　۳-فلپائن۔

۴-انڈونیشیا　۵-لیبیا

۶-مغرب (Morocco).　۷-بنگلہ دیش

۸-افغانستان　۹-ترکی　۱۰-سوریہ (شام)

شروعات میں تو یوں لگا کہ ہمیں اپنا نام واپس لے لینا چاہیے، مگر اللہ جزائے خیر دے بڑے اخوان کو خصوصا دکتور پرویز نکوا اور مندوب محترم شیخ سعود حفظہما اللہ کو، انہوں نے بر وقت نہ صرف مہرجان میں بنے رہنے کا مشورہ دیا بلکہ کافی حوصلہ بھی دیا اور فیسٹیول کے آخر دن تک ساتھ دیتے رہے۔

اس فیسٹیول میں ہماری کامیابی میں سب سے پہلے اللہ کا فضل ہے اور پھر تمام شریکان جناح ہندی کی مجموعی کوشش کا نتیجہ ہے، 'یوم' کے تحت سارے مسابقوں میں فیملی والے اخوان کرام کا بھرپور تعاون رہا۔

مسابقہ یوم الشائ میں تقریبا ۱۸ قسم کی چائے، مسابقہ یوم القھوہ میں تقریبا ۸ قسم کی کافی، مسابقہ یوم المائدہ میں تقریبا ۸۰ طرح کے مختلف میٹھے اور چٹ پٹے پکوان، یہ سب ان ہی مشائخ اور دوسرے احباب کی کوشش سے ہو پایا۔

اس کامیابی پر سب سے پہلے اللہ کا شکریہ جیسا کہ اس کے شایان شان ہے، پھر تمام بڑے مشائخ کا شکریہ اور جناح ہندی کو اوپر تک لے جانے والے تمام تر شہسواران شریکانِ جناح ہندی کا شکریہ اور ایسے ہی ان تمام احباب کا شکریہ جنہوں نے اپنا کسی بھی طرح کا تعاون دیا ہو۔

والشکر من القلب إلی القلب۔

شریک جناح ہندی

عبداللہ تمجید

فاضل جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ

WhatsApp:+917208620219

abdullahtamjeed@gmail.com

مشاهد نصرة الله لنبيه ﷺ

جنيد يوسف عبد الرقيب
قسم اللغة العربية وآدابها، كلية الآدب، جامعة الملك سعود

نصرة الله لنبيه كانت ظاهرة ومرتبطة معه منذ أن بعثه الله إلى الناس هاديا ونذيرا، وقد أرسله الله إلى الناس جميعا وأعطاه الكتاب، حيث نزل به الروح الأمين، كما قال الله تعالى ﴿**نزل به الروح الأمين على قلبك لتكون من المنذرين**﴾[١]، أنزل الله الآيات القرآنية في مختلف مشاهد الدعوة إلى الله تعالى تسلية له وتقوية لقلبه، ومساندته باختيار صحبة الصحابة الأخيار على أنهم كانوا من خيرة أرواح الأمة إلى يوم القيامة، وهم يفدون بأموالهم وأرواحهم للنبي ﷺ، واختارهم الله لنصرة نبيه ﷺ في مختلف مراحل الدعوة وشؤون الدين، كما يقول عبد الله بن مسعود رضي الله عنه: ((إن الله نظر في قلوب العباد فوجد قلب محمد ﷺ خير قلوب العباد فاصطفاه لنفسه فابتعثه برسالته، ثم نظر في قلوب العباد بعد قلب محمد فوجد قلوب أصحابه خير قلوب العباد فجعلهم وزراء نبيه يقاتلون على دينه))[٢]، وذلك بأن الله يختار لصحبة الأنبياء من ينصرونه ويعززونه ويصاحبونه في شؤون الدين ونشر الرسالة الإلهية ومشاهد هذه النصرة تلوح في حياة النبي ﷺ ظاهرا وباطنا شاهدها المسلمون كما شاهدها الآخرون، وقد فصلت في القرآن الكريم والأحاديث النبوية مظاهر النصرة والتأييد في الغزوات واللمحات الأخرى من حياة النبي ﷺ.

هاجر النبي ﷺ بأمر الله تعالى إلى المدينة جراء الحكم الذي جاء إليه في مشهد مؤامرة قتله ﷺ في دار الندوة، فأمر بالهجرة مع أبي بكر الصديق صديقه كما ذكر ابن هشام برواية ابن اسحاق عن عبد الله بن عباس رضي الله عنهما عن اجتماع قريش في ملأ مع إبليس في صورة شيخ النجد واتفاقهم على رأي أبي جهل بقتل النبي ﷺ[٣]، ولكن حفظ الله نبيه من كيدهم بحيث أخبره عن مؤامرتهم وأمره بالخروج ولم يشعروا، وقد خرج أمام أيديهم ولم يستطيعوا رؤيته بحيث ألقى على رؤوسهم التراب الذي كان دليلا على ضعفهم وتخاذلهم على ضلالتهم ولم يعرفوا، وتلا آية من سورة "يس"[٤]، استشاط قريش غضبا بخيبة أملهم ولم يستطيعوا شيئا، لأن الله تعالى نصر رسوله على كل خطوة يخطوها، وقد ذكر الله تعالى من نصرته في القرآن الكريم كما نقل ابن هشام بحيث أخبر الله في تربص المشركين ﴿**وإذ يمكر بك اللذين كفروا ليثبتوك أو يخرجوك ويمكرون ويمكر الله والله خير الماكرين**﴾ (سورة الأنفال الآية ٣٠)[٥]

ومن الذين تعرضوا للنبي ﷺ سراقة بن مالك في طريق الهجرة، لما تبع في أثر النبي ﷺ لإلقاء القبض عليه، ولكنه اندهش من عجيب نصرة الله لنبيه، بحيث ذهب قدما فرسه في التراب مرتين ولم يستطع الخروج، فطلب الأمان من النبي ﷺ، فأمنه ومن الحين عرف سراقة بن مالك بصدق النبي ﷺ وصداقته ونصرة الله له مما ذكره ابن هشام في السيرة النبوية برواية ابن

(١) القرآن الكريم، سورة الشعراء (الآية ١٩٢-١٩٣)

(٢) رواه الإمام أحمد في مسنده (٢/ ٨٣٧) برقم ٣٦٧٠

(٣) السيرة النبوية لابن هشام (الجزء ١، الصفحة ٤٨١)

(٤) ابن هشام (الجزء ١، الصفحة ٤٨٤)

(٥) ابن هشام (الجزء ١، الصفحة ٤٤٨)

إسحاق عن سراقة بن مالك. [١]

المدينة المنورة التي اختارها الله دارا للهجرة كانت بيتا آمنا وصالحا لهم، وكان أهلها ناصرين لهم وحاميهم حيث ذكر الله في القرآن المجيد يذكرهم عن حياتهم في مكة المكرمة كما يقول الله تعالى ﴿**وَاذْكُرُوا إِذْ أَنتُمْ قَلِيلٌ مُّسْتَضْعَفُونَ فِي الْأَرْضِ تَخَافُونَ أَن يَتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَآوَاكُمْ وَأَيَّدَكُم بِنَصْرِهِ وَرَزَقَكُم مِّنَ الطَّيِّبَاتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ**﴾ [٢] ذكر الله في هذه الآية شدائد مكة ومصائبها وإيذاء أهلها ثم النصر والتأييد لهم في دار الهجرة من الله عز وجل وهي دار الأمان للنبي والمسلمين.

بعد هجرة النبي ﷺ إلى المدينة المنورة، عندما استقرت الأمور بعد ما صالح الرسول مع اليهود ومن كانوا في عوالي المدينة واطمئنوا، بدأوا بنشر الدعوة، ولكن الكفار لم يكفوا عن شرورهم وإيذائهم النبي ﷺ فأمر الله لهم بالقتال ممن اعترضوا في طريق الدعوة، ثم أمر بالقتال مع المعتدين الذين استمروا في إيذاء المسلمين وإحراجهم، وفي ذلك أرسل النبي البعثات والسرايا مع نفر من الصحابة إلى أطراف المدينة، حتى جمعهم الله مع المشركين في معركة عرفت بغزوة "البدر الكبرى" لكي يظهر الله قوته لنبيه حيث انتصر المسلمون بنصرة الله وإنزاله الآلاف من الملائكة، لأن المسلمين كانوا قليلين عددا كما قال الله تعالى ﴿**إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّي مُمِدُّكُم بِأَلْفٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُرْدِفِينَ**﴾ [٣] وقد ذكر ابن كثير في تفسير هذه الآية رواية عمر بن الخطاب التي كان يدعو فيها النبي ﷺ: «اللَّهُمَّ أنجز لي ما وعدتني! إن تهلك هذه العصابة من أهل الإسلام لم تعبد في الأرض...» إلى آخر الحديث. [٤]

وقد ذكر الله في غير ذلك من السور، كما قال في موضع آخر ﴿**وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ بِبَدْرٍ وَأَنتُمْ أَذِلَّةٌ ۖ فَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ**﴾ [٥]

وذكر الله تعالى مظاهر نصرته في مختلف الآيات الكريمة بحيث ورد في سورة الأنفال ﴿**وَمَا جَعَلَهُ اللَّهُ إِلَّا بُشْرَىٰ وَلِتَطْمَئِنَّ بِهِ قُلُوبُكُمْ ۚ وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِندِ اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ، إِذْ يُغَشِّيكُمُ النُّعَاسَ أَمَنَةً مِّنْهُ وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُم مِّنَ السَّمَاءِ مَاءً لِّيُطَهِّرَكُم بِهِ وَيُذْهِبَ عَنكُمْ رِجْزَ الشَّيْطَانِ وَلِيَرْبِطَ عَلَىٰ قُلُوبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْأَقْدَامَ، إِذْ يُوحِي رَبُّكَ إِلَى الْمَلَائِكَةِ أَنِّي مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِينَ آمَنُوا ۚ سَأُلْقِي فِي قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوا فَوْقَ الْأَعْنَاقِ وَاضْرِبُوا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ**﴾

ذكر الله في هذه الآيات القرآنية عما أدلى به من النصرة والعون في غزوة البدر، وبشرهم بالفتح والفلاح في الدنيا والآخرة، ونصرهم بالطمأنينة، والنعاس لتقليل بأسهم، وتطهيرهم من الحدث الأصغر والأكبر وتطهير باطنهم، وتثبيت أقدامهم لمجاهدة العدو في القتال، ووحى الملائكة لنصرة المؤمنين وتأييدهم على القتال. [٦]

نصر الله نبيه ظاهرا ومن الغيب بحيث أنزل الله الملائكة أفواجا وانهزم الكفار مع كثرة عددهم، وفروا من القتال هاربين، وبذلك فتح الله على النبي والمسلمين النصر والانتصار وفتح أبواب الدعوة وألقى خوف المسلمين في قلوب الكفار ومن حولهم من اليهود والقبائل الأخرى من العرب.

مثل ذلك نشاهد يوم الخندق حيث اجتمع

---

(١) ابن هشام (الجزء ١، الصفحة ٤٩٠)

(٢) سورة الأنفال، الآية ٢٦

(٣)سورة الأنفال، الآية ٩

(٤) رواه مسلم رقم الحديث: ١٧٦٣

(٥)سورة آل عمران، الآية ١٢٣

(٦) ابن كثير (الصفحة ١٧٨)

كفار قريش وقبائل العرب الأخرى ضد المسلمين واستعدوا لقطع شأن المسلمين من المدينة المنورة، وإخراجهم من العرب لكي تنتهي الدعوة ويخمد مصباح التوحيد للأبد، واستعد جمع من القريش ويهود المدينة الذين أُخرِجوا بسبب تمردهم ونقض عهدهم لإضرار النبي ﷺ والمسلمين، وحرضوا القبائل الأخرى على المسلمين وحاصروا المدينة، حيث كان المسلمون في أسوأ حالات، وغدر بنو قريظة وانضموا مع الكفار في عداوة النبي ﷺ، ولكن الله نصر عبده، وأنزل ملائكة وجنودا لم تروها، وزلزلوهم بالبرد والمطر والرياح الشديدة التي دمرت خيمتهم، وأنزل الله في قلوبهم الرعب، فرجعوا خائبين لم يضروا المسلمين شيئا، وكذلك من مشاهد النصرة لنبيه ﷺ تسليته ووعده بنصرة للفتح في الأيام الآتية، وإعلاء كلمة الإسلام، وفتح أكبر أماكن الأرض (أرض قيصر وكسرى والشام) أثناء حفر الخندق ووعد النصرة في نشر الدعوة والفتح في الحرب، حيث أنجز الله وعده، وانهزم الكفار ونصر الله المسلمين من إخراجهم من المؤامرة التي شاركها فيها بنو قريظة مع الكفار، ثم قطع شأف هذه القبيلة مع مصاحبة جبرئيل والملائكة بعد هذه الغزوة، وتطهير المدينة المنورة من مكرهم وخدعهم بأمر من الله تعالى لكي لا تبقى فجوة في المدينة لهذه الخونة.[١]

من أمثال العداوة التي أظهرها اليهود بعد فتح خيبر وضع السم له في لحم من الشاة، ولما وضعه النبي ﷺ في فمه أُخبر بأنه مسموم فلم يأكله، ونصر الله نبيه ولم يضر السم النبي ﷺ كما ذكر في حديث أبي هريرة فيما رواه البخاري في صحيحه «كتاب الجزية- باب إذا غدر المشركون بالمؤمنين»[٢]، وقاه الله تعالى من كيد اليهود والكفار، وأكمل دينه، وغلب على جميع العداوة والخيانة التي تعرض لها في سبيل نشر الدعوة.

وفي الختام ليعلم العالم أن الله تعالى نصر الإنسانية جمعاء بإرسال نبي الرحمة إلى العالمين، وأظهره الله بحيث يظهر الله دينه وينصر رسله كما يقول الله تعالى ﴿**إِنَّا لَنَنصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُومُ الْأَشْهَادُ**﴾ (سورة الغافر) حيث ينصر الله رسله بغلبتهم وإعلاء كلمتهم، أو بانتقام أعداء الدين أو تسليط الملك عليهم، فأظهر الله الإسلام برسول الله، وأنه عالج الخَلق وطهرهم من عبادة الأوثان والطاغوت، ومثل حياة متسمة بالقيم الخلقية والإنسانية، وعلم أحكام العبادات والمعاملات، وأظهر الله نبيه ودينه وغلبه على جميع الأديان والفرق، وخاب آمال الكفار مع إظهار العداوة وشدتهم على النبي، كما ذكر الله في القرآن ﴿**كَتَبَ اللَّهُ لَأَغْلِبَنَّ أَنَا وَرُسُلِي ۚ إِنَّ اللَّهَ قَوِيٌّ عَزِيزٌ**﴾ فصدق الله وعده ونصر عبده وهزم الأحزاب وحده.

+966596901776
+919565501409
jyousuf27@gmail.com

(١) ابن هشام (الجزء، ٢١٥- ٢١٩)

(٢) البخاري (رقم الحديث: ٣١٦٩)

نقمة الجبار لمن أساء إلى نبي الرحمة المختار

محمد عمر صلاح الدين
قسم اللغة والثقافة، معهد اللغويات العربية، جامعة الملك سعود

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على رسوله الأمين، أما بعد!

فإن محبة الرسول الكريم ﷺ واجبة على كل مسلم، ولا يتحقق إيمانه الكامل إلا بتقديمها على جميع المحبوبات من الأولاد والأموال وغيرها من الأشياء، كما يدل على ذلك حديث أنس بن مالك -رضي الله عنه- قال: قال النبي ﷺ: «لا يؤمن أحدكم حتى أكون أحب إليه من والده وولده، والناس أجمعين» (١)

وبالتالي صارت محبته ﷺ متأصلة متجذرة في القلوب المؤمنة التي كان من الأمر الطبيعي أن تحترق وتتفطر بإساءة الرسول التي قد أثارت ضجة كبيرة في الهند، كما أن نظرة عابرة في أوضاعها المؤلمة ترينا طلعة نموذجية ممثلة فيما أساءت متحدثة الحزب الحاكم الحالي والصحفي الهندوسي البغيض إلى النبي المصطفى ﷺ، واللذان اضطربت النفوس المؤمنة المفعمة بحبه- عليه الصلاة والسلام- من تصريحاتهما المقذعة.

علما بأن هذه العملية الشنيعة لم تكن بدعة في حق خاتم الرسل، بل هي الامتداد العملي الشنيع والتسلسل التاريخي المشؤوم الذي أخبرنا الله عنه فيما يقول عن الأمم السالفة المستهزئة الساخرة برسلها: ﴿**ولقد استهزئ برسل من قبلك فحاق بالذين سخروا منهم ما كانوا به يستهزءون**﴾(٢)

فمنذ أن بزغت شمس الرسالة المحمدية -على صاحبها الصلاة والسلام- وأشرقت الأرض بنورها بعد أن كانت مليئة بالظلم والاضطهاد وعامرة بالجور والإجحاف، انبرى لها أعداء ألداء تصدوا لتشويه صورتها النيرة وتعرضوا لتمويه حقيقتها الباهرة وأهالوا الشتائم والسباب لصاحبها محمد ﷺ، فتارة يتهمونه بالجنون كما نقل عنهم سبحانه: ﴿**وقالوا يا أيها الذي نزل عليه الذكر إنك لمجنون**﴾(٣)،وتارة يسِمونه بالسحر والكذب فقال تعالى عنهم: ﴿**وعجبوا أن جاءهُم منذر منهم وقال الكافرون هذا ساحر كذاب**﴾(٤) كما يرمونه بالشعر والكهانة، ويسخرون من جلسائه وأصحابه من المستضعفين تارة ويجعلونهم مثاراً للضحك والهمز والغمز ويقولون: ﴿**أهؤلاء منَّ الله عليهم من بيننا**﴾(٥)

ومن المؤسف جدا أنها لم تتلاشَ سلسلة العدائية النبوية منذئذ حتى يومنا هذا، وذلك لأن الكفار الكاشحين على علم تام بعدم استطاعتهم معارضة الإسلام بالأدلة والبراهين فيعترضون على نبي الإسلام والمسلمين محمد ﷺ بما لايقبله العقل السليم ويسبونه ويشتمونه فأينما بلغ الإسلام تصدى لمعارضته، مرضى القلوب وضعفاء النفوس الذين لم يكتب الله دخول الإيمان في صدورهم، فيطلقون الشتائم والسباب على نبي الرحمة. هداهم الله..

---

(١) صحيح البخاري، كتاب الإيمان، باب حب الرسول من الإيمان. رقم الحديث: ١٥

(٢) الأنعام: ١٠/٦

(٣) الحجر: ٦/١٤

(٤) ص:٤/٣٨

(٥) الأنعام:٥٣/٦

يا أعداء النبي محمد حِب المومنين جميعاً!

لايعزبن عن بالكم أن التاريخ المتعاقب للمزدرين المتنقصين لنبي الرحمة محمد ﷺ يطلعنا على أن عاقبتهم وخيمة ومغبتهم وبيلة، يمثلهم أبو لهب الذي حاق به التباب الأبدي بالنص القرآني وأبو جهل الذي أوصله إلى النار، الطفلان اليافعان معاذ ومعوذ-رضي الله عنهما- وكعب بن أشرف المتعصب اليهودي البغيض الذي قتله محمد بن مسلمة امتثالا بالأمر النبوي. [١]

وأبو رافع اليهودي الذي قضى عليه طائفة من الصحابة الأنصار [٢]

كما ينضم إليهم أنس بن زنيم الديلي الذي أهدر النبي ﷺ دمه بحكم هجاءه-صلوات ربي وسلامه عليه-[٣]

والنصراني الذي لم تقبله الأرض ولفظته -أي رفضته-ثلاث مرات بسبب إساءته للنبي ﷺ. [٤]

واليهودية الشاتمة الواقعة في النبي ﷺ المخنوقة. [٥]

وغيرهم ممن سار على منوال أولئك الأشقياء الطغام فقد أصابتهم التنكيلات والتعذيبات ليجعلهم الله عبرة لمن اعتبر وعظة لمن اتعظ.

بينما هولاء الهلكة المنكودون مهما ينتقصوا لحبيبنا محمد ﷺ ويلمزوا بشأنه العظيم فكأن الروح المحمدية ترد عليهم منشدة:

وإذا أتتك مذمتي من ناقص

فهي الشهادة لي بأني كامل

هذا ومما يجدر بتذكير المسلمين البسطاء في ضوء القضية المحزنة المنتشرة في الهند أن لايكونوا حاملي أوزار المجرمين المسيئين للرسول -صلوات ربي وسلامه عليه- عن طريق سبهم لآلهة الديانات الباطلة ونيلهم من مقدساتها المزعومة وتمسخرهم واستهزائهم بها لما قال الله عزوجل: ﴿**ولا تسبوا الذين يدعون من دون آللّه فيسبوا آللّه عدوا بغير علم**﴾[٦] لأنهم يقترفون بذلك جريمة مستنكرة لإساءة الرسول ﷺ بطريقة غير مباشرة لكونهم باعثا لوقوع تلك الجريرة، فقد استدل الإمام ابن كثير-رحمه الله- على ذلك بما رواه عبد الله بن عمرو رضي الله عنهما، قال: قال رسول الله ﷺ: «إن من أكبر الكبائر أن يلعن الرجل والديه» قيل: يا رسول الله، وكيف يلعن الرجل والديه؟ قال: «يسب الرجل أبا الرجل، فيسب أباه ويسب أمه».

كما يحذرنا أشد التحذير، قول المتحدثة الرسمية للحزب الحاكم الحالي في الهند عندما حاولت الدفاع عن تفواهتها الدميمة وتصريحاتها المستهجنة التي تصدت فيها لمكانة الرسول الكريم ﷺ وظهرت على تويتر قائلة بأن تعليقاتها صدرت كرد فعلي على إساءات متكررة وهجاءات متوالية لإله هندوسي خلال نقاش تلفزيوني.

فأسأل الله سبحانه أن يرزقنا حب الرسول الكريم والمرافقة معه في الجنة وأن يهدي الجاهلين بمكانته الرفيعة..

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين.

✆+966595067473

(١) صحيح البخاري، كتاب المغازي، باب قتل كعب بن الأشرف، رقم الحديث:٤٠٣٧

(٢) صحيح البخاري، كتاب المغازي، باب قتل أبي رافع عبد الله بنِ أبي الحقيق رقم الحديث: ٤٠٣٩

(٣) الإصابة في تمييز الصحابة لابن حجر العسقلاني: ٢٧١/١

(٤) صحيح البخاري، كتاب المناقب، باب علامات النبوة في الإسلام، رقم الحديث:٣٦١٧

(٥) سنن أبي داود، أول كتاب الحدود، باب الحكم فيمن سب النبي صلى الله عليه وسلم رقم الحديث (٤٣٦٢) ضعفه الشيخ الألباني كما يؤيده حديث الأعمى المروي عن ابن عباس في سنن أبي داؤد برقم: ٤٣٦١

(٦) الأنعام:١٠٨/٦

الرفق بالحيوان في الإسلام

أحسن جميل أنصار أحمد

قسم الدراسات الإسلامية، كلية التربية، جامعة الملك سعود

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على رسول محمد وآله وصحبه أجمعين. أما بعد:

فإن ديننا الإسلام دين الفطرة، وهو بعيد عن كل ما يشاع عنه من الاتهامات الباطلة من كونه دين العنف والشدة، ونتناول في هذه المقالة بعض نماذج توضح رفق الإسلام. فقبل الشروع في المقالة نحسن ذكر معنى الرفق.

معنى الرفق بالحيوان:

الرفق: ضد العنف. [١] بكسر الراء وسكون الفاء، بعدها قاف- وهو اللطف، يقول ابن الأثير: "والرفق لين الجانب، وهو خلاف العنف" [٢] وهو مصدر الفعل الثلاثي: رفَق ورفُق، ومضارعهما: يرفُق، وكذلك: رفِق، ومضارعه: يرفَق. وهو فعل لازم يتعدى بحرف الجر، تقول: رفق بالرجل، ورفق له، ورفق عليه، أي: تلطف معه، ولان له جانبه. [٣]

وفي الاصطلاح لا يخرج معناه عن المعنى اللغوي، فقد عرفه الحافظ ابن حجر بقوله: "لين الجانب بالقول والفعل، والأخذ بالأسهل، وهو ضد العنف." [٤]

وقال العظيم آبادي -وتابعه المباركفوري- هو: "المداراة مع الرفقاء، ولين الجانب، واللطف في أخذ الأمر بأحسن الوجوه وأيسرها. [٥]

والحيوان: اسم يقع على كل شيء حي، وسمى الله عزوجل الآخرة حيوانا، فقال: ﴿**وإن الدار الآخرة لهي الحيوان**﴾ [٦] قال قتادة: هي الحياة. وكل ذي روح حيوان، والجمع والواحد فيه سواء. [٧]

وفي الاصطلاح هو الجسم النامي الحساس المتحرك بالإرادة. [٨]

وهذه المقالة تدور حول موضوع الرفق واللين والرحمة بكل ذي روح غير الآدميين؛ لأن لفظ الحيوان يطلق بمقابل الإنسان في أكثر الأحوال.

فضائل الرفق:

الرفق صفة محمودة، ومحبوبة عند الله تعالى، له فضائل عدة، ومنزلته في الإسلام رفيعة، فمن أسماء ربنا جل وعلا وصفاته "الرفيق". ويحب الله تعالى هذه الصفة، كما قال رسول الله ﷺ: «إن الله رفيق يحب الرفق، ويعطي على الرفق ما لا يعطي على العنف، وما لا يعطي سواه» [٩]

والرفق فيه خير كثير، ومن حرم من هذه الصفة فقد حرم من خير كثير، كما قال النبي ﷺ: «من أعطي حظه من الرفق، فقد أعطي حظه من الخير، ومن حرم حظه من الرفق فقد حرم حظه من الخير» [١٠]

والرفق يزيد من زينة الأشياء، وكون الشيء خاليا من الرفق يجعله ذا عيب، ففي حديث أخرجه

(١) لسان العرب: ١١٨/١٠
(٢) النهاية في غريب الحديث والأثر: ٢٤٦/٢
(٣) الرفق في السنة النبوية: ٢٠
(٤) فتح الباري: ٤٦٤/١٠
(٥) عون المعبود: ١١٢/١٣، تحفة الأحوذي: ١٣٠/٦

(٦) سورة العنكبوت: ٦٤
(٧) لسان العرب: ٢١٤/١٤
(٨) كتاب التعريفات: ١٢٧
(٩) صحيح مسلم: كتاب البر والصلة والآداب: باب فضل الرفق (٢٥٩٣)
(١٠) سنن الترمذي: كتاب البر والصلة: باب ما جاء في الرفق (٢٠١٣)، وصححه الألباني

الإمام مسلم وغيره عن عائشة رضي الله عنها أنها ركبت بعيرا، فكانت فيه صعوبة، فجعلت تردده، فقال رسول الله ﷺ: «عليك بالرفق، إن الرفق لا يكون في شيء إلا زانه، ولا ينزع من شيء إلا شانه» (١)

هذه الفضائل المذكورة في الحديث تعم جميع أنواع الرفق؛ لأن اللفظ عام، وتشمل الرفق بالحيوان أيضا، خصوصا الحديث الأخير فإن محل ورود الحديث في الحيوان، ثم يعم الجميع.

نماذج رفق الإسلام بالحيوان:

إن رحمة الإسلام ورفقه لا يقتصر على الإنسان فحسب بل يعم الحيوانات أيضا، وقد أمر رسول الله ﷺ ببعض الأشياء لتحقيق الرفق بالحيوان، كما نهى عن الأشياء التي تنافي هذا الرفق. وهذه بعض النماذج:

وجوب نفقة الحيوان على مالكه:

إذا ملك الإنسان حيوانا يجب عليه نفقته وإلا سيكون سببا في العذاب ودخول النار. فعن عبد الله بن عمر رضي الله عنهما، أن رسول الله ﷺ قال: «عذبت امرأة في هرة سجنتها حتى ماتت، فدخلت فيها النار، لا هي أطعمتها ولا سقتها إذ حبستها، ولا هي تركتها تأكل من حشاش الأرض» (٢)

الإحسان إلى الحيوان بإطعامه وسقيه سبب للمغفرة:

لما هدد الإسلام من لم يطعم الحيوان ولم يسقه بالنار، بشر بالأجر والمغفرة لمن يطعمه ويسقيه ويحسن إليه، فعن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله ﷺ قال: «بينما رجل يمشي فاشتد عليه العطش، فنزل بئرا، فشرب منها، ثم خرج، فإذا هو بكلب يلهث يأكل الثرى من العطش، فقال: لقد بلغ هذا مثل الذي بلغ بي، فملأ خفه ثم أمسكه بفيه، ثم رقي فسقى الكلب، فشكر الله له فغفر له» قالوا: يا رسول الله! وإن لنا في البهائم أجرا؟ قال: «في كل كبد رطبة أجر» (٣)

وقد غفرت بغي سقت كلبا، فعن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي ﷺ: «أن امرأة بغيا رأت كلبا في يوم حار يطيف ببئر، قد أدلع لسانه من العطش، فنزعت له بموقها، فغفر لها». (٤)

وجوب القيام على الحيوان بما يصلحه وتوفير وسائل الحياة:

يجب على الإنسان أن يقوم على الحيوان بما فيه مصلحة للحيوان، ويوفر وسائل لحياتها. فعن سهل ابن الحنظلية، قال: مر رسول الله ﷺ ببعير قد لحق ظهره ببطنه، فقال: «اتقوا الله في هذه البهائم المعجمة، فاركبوها صالحة، وكلوها صالحة» (٥)

الرحمة في استخدام الحيوان:

خلق الله الإنسان، وخلق البهائم وجعلها تابعة له وخلقها لأجلهم؛ ليسهل عيشهم. كما قال عزوجل: ﴿**والأنعام خلقها لكم**﴾(٦)، وقال: ﴿**وتحمل أثقالكم إلى بلد لم تكونوا بالغيه إلا بشق الأنفس**﴾(٧) فكما البهائم تسهل عيشنا، علينا أن نتراحم في استخدامها، فنستخدمها بالمعروف، كما ركبت عائشة رضي الله عنها بعيرا، فكانت فيه صعوبة، فجعلت تردده،

---

(١) صحيح مسلم: كتاب البر والصلة والآداب: باب فضل الرفق (٢٥٩٤)

(٢) متفق عليه، صحيح البخاري: كتاب أحاديث الأنبياء: باب (٣٤٨٢)، صحيح مسلم: كتاب السلام: باب: تحريم قتل الهرة (٢٢٤٢)

(٣) متفق عليه، صحيح البخاري: باب في الشرب: باب فضل السقي (٢٣٦٣)، صحيح مسلم: كتاب السلام: باب فضل ساقي البهائم المحترمة وإطعامها (٢٢٤٤)

(٤) صحيح مسلم: كتاب السلام: باب فضل ساقي البهائم المحترمة وإطعامها (٢٢٤٥)

(٥) سنن أبي داود: كتاب الجهاد: باب ما يؤمر به من القيام على الدواب والبهائم (٢٥٤٨)، وصححه الألباني

(٦) سورة النحل: ٥

(٧) سورة النحل: ٧

فقال لها رسول الله ﷺ: «عليك بالرفق»[١]. ودخل النبي ﷺ حائطا لرجل من الأنصار، فإذا جمل، فلما رأى النبي ﷺ حن، وذرفت عيناه، فأتاه النبي ﷺ فمسح ذفراه، فسكت، فقال: «من رب هذا الجمل؟ لمن هذا الجمل؟» فجاء فتى من الأنصار فقال: لي يا رسول الله!، فقال: «أفلا تتقي الله في هذه البهيمة التي ملكك الله إياها؛ فإنه شكا إلي أنك تجيعه وتدئبه». [٢]

تدئبه: أي تكرهه وتتعبه وزنا. [٣]

النهي عن استخدام الحيوانات في غير ما خلقت له:

من رفق الإسلام بالحيوانات أنه نهى عن استخدام الحيوانات في غير ما خلقت هذه الحيوانات، فقد قال النبي ﷺ: «إياكم أن تتخذوا ظهور دوابكم منابر؛ فإن الله إنما سخرها لكم لتبلغكم إلى بلد لم تكونوا بالغيه إلا بشق الأنفس، وجعل لكم الأرض، فعليها فاقضوا حاجاتكم»[٤]

النهي عن إزعاج الحيوانات:

من مظاهر رفق الإسلام بالحيوانات أنه نهى عن إزعاج الحيوانات وتفجيعها، فعن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه، قال: كنا مع رسول الله ﷺ في سفر، فانطلق لحاجته، فرأينا حمرة معها فرخان، فأخذنا فرخيها، فجاءت الحمرة فجعلت تفرش، فجاء النبي ﷺ فقال: «من فجع هذه بولدها؟ ردوا ولدها إليها» ورأى قرية نمل قد حرقناها، فقال: «من حرق هذه؟» قلنا: نحن، قال: «إنه لا ينبغي أن يعذب بالنار إلا رب النار» [٥]

الفجع: أن يوجع الإنسان بشيء يكرم عليه فيعدمه. [٦]

النهي عن الوسم والضرب في الوجه:

الوجه أشرف أعضاء كل ذي روح، فنهي عن الضرب أو الوسم تكريما لها، فعن جابر رضي الله عنه، قال: نهى رسول الله ﷺ عن الضرب في الوجه، وعن الوسم في الوجه. [٧]

أما غير الوجه فيجوز كما قال أنس رضي الله عنه: رأيت في يد رسول الله ﷺ الميسم وهو يسم إبل الصدقة. [٨]

النهي عن التحريش بين الحيوانات:

روي عن ابن عباس رضي الله عنهما، قال: نهى رسول الله ﷺ عن التحريش بين البهائم. [٩]

يقول العظيم آبادي: هو الإغراء وتهييج بعضها على بعض كما يفعل بين الكباش والديوك وغيرها، ووجهه أنه إيلام للحيوانات وإتعاب له بدون فائدة بل مجرد عبث. [١٠]

النهي عن اتخاذ الحيوانات مرمى:

من الأشياء الدالة على رفق الإسلام بالحيوانات أنه نهى عن كل ما يؤدي إلى أذية الحيوانات، فمنها نصب الحيوانات في مقام ثم رميها، أو في العصر الحديث بإطلاق البندقية عليها، فنهى الإسلام عنها، كما روى هشام بن زيد، قال: دخلت مع أنس على

---

(١) صحيح مسلم: كتاب البر والصلة: باب: فضل الرفق (٢٥٩٤)

(٢) سنن أبي داود: كتاب الجهاد: باب ما يؤمر به من القيام على الدواب والبهائم (٢٥٤٩)، وصححه الألباني

(٣) عون المعبود: ١٥٩/٧

(٤) سنن أبي داود: كتاب الجهاد: باب في الوقوف على الدابة (٢٥٦٧)، وصححه الألباني

(٥) سنن أبي داود: كتاب الجهاد: باب في كراهية حرق العدو بالنار (٢٦٧٥)، وصححه الألباني

(٦) عون المعبود: ٢٤٠/٧

(٧) صحيح مسلم: كتاب اللباس والزينة: باب النهي عن ضرب الحيوان في الوجه ووسمه فيه (٢١١٦)

(٨) صحيح مسلم: كتاب اللباس والزينة: باب جواز وسم الحيوان غير الآدمي في غير الوجه (٢١١٩)

(٩) سنن أبي داود: كتاب الجهاد: باب في التحريش بين البهائم (٢٥٦٢)، سنن الترمذي: كتاب الجهاد: باب كراهية التحريش بين البهائم (١٧٠٨)، وضعفه الألباني

(١٠) عون المعبود: ١٦٥/٧

الحكم بن أيوب، فرأى غلمانا أو فتيانا نصبوا دجاجة يرمونها، فقال أنس: نهى النبي ﷺ أن تصبر البهائم. [١]

وعن سعيد بن جبير، قال: كنت عند ابن عمر، فمروا بفتية -أو بنفر- نصبوا دجاجة يرمونها، فلما رأوا ابن عمر تفرقوا عنها، وقال ابن عمر: من فعل هذا؟ إن النبي ﷺ لعن من فعل هذا. [٢]

الإحسان في الذبح:

لما أمر النبي ﷺ بإطعام الحيوانات وسقيها وحسن استخدامها، ونهى عن أمور شنيعة مؤذية للحيوانات، بقي حال الذبح، فإنه لابد من ذبح الحيوانات حتى تؤكل، فأمر بالإحسان في الذبح وإراحة الذبيحة، وإحداد السكين حتى يقل الألم ويسرع الذبح ويسهل، كما قال النبي ﷺ: «إن الله كتب الإحسان على كل شيء؛ فإذا قتلتم فأحسنوا القتلة، وإذا ذبحتم فأحسنوا الذبح، وليحد أحدكم شفرته فليرح ذبيحته». [٣]

النهي عن قتل الحيوانات بدون سبب:

من رفق الإسلام بالحيوانات أنه نهى عن قتل الحيوانات غير المؤذية بدون سبب، فعن عبد الله بن عمرو بن العاص، يقول: قال رسول الله ﷺ: «من قتل عصفورا بغير حقه سأله الله عنه يوم القيامة» قيل: وما حقها؟ قال: «أن تذبحه فتأكله» [٤]

أما ما آذى من الحيوانات والحشرات فإنها تقتل، لقول النبي ﷺ: «خمس فواسق يقتلن في الحل والحرم: الحية، والغراب الأبقع، والفأرة، والكلب العقور، والحديا» [٥]

فواسق: أصل الفسق الخروج عن الاستقامة، والجور، وبه سمي العاصي فاسقا، وإنما سميت هذه الحيوانات فواسق، على الاستعارة لخبثهن. [٦]

الكلب العقور: هو كل سبع يعقر: أي يجرح ويقتل ويفترس، كالأسد والنمر والذئب. [٧]

يقول العلامة ابن باز رحمه الله: «...... فالمقصود أن هذه وما أشبهها يقتلن في الحل والحرم، فإذا وجد أذى من غيرها كالنمل إذا آذى يقتل، أو الصراصير تقتل، أو الخنافس، أو غيرها لما يؤذي يقتل، نعم، لكن بالمبيدات لا بالنار» [٨]

---

(١) متفق عليه، صحيح البخاري: كتاب الذبائح والصيد: باب ما يكره من المثلة والمصبورة والمجثمة (٥٥١٣)، صحيح مسلم: كتاب الصيد والذبائح وما يؤكل من الحيوان: باب النهي عن صبر البهائم (١٩٥٦)

(٢) متفق عليه، صحيح البخاري: كتاب الذبائح والصيد: باب ما يكره من المثلة والمصبورة والمجثمة (٥٥١٥)، صحيح مسلم: كتاب الصيد والذبائح وما يؤكل من الحيوان: باب النهي عن صبر البهائم (١٩٥٨)

(٣) صحيح مسلم: كتاب الصيد والذبائح وما يؤكل من الحيوان: باب الأمر بإحسان الذبح (١٩٥٥)

(٤) سنن الدارمي: كتاب الأضاحي: باب من قتل من الدواب عبثا (٢٠٢١)، وقال المحقق إسناده جيد، واللفظ له، سنن النسائي: كتاب الضحايا: باب من قتل عصفورا بغير حقها (٤٤٤٥)، وضعفه الألباني

(٥) متفق عليه: صحيح البخاري: كتاب جزاء الصيد: باب ما يقتل من الدواب (١٨٢٩)، صحيح مسلم: كتاب الحج: باب ما يندب للمحرم (١١٩٨)

(٦) النهاية في غريب الحديث والأثر: ٤٤٦/٣

(٧) النهاية في غريب الحديث والأثر: ٢٧٥/٣

(٨) binbaz.org.sa/fatwas/6330/حكم_قتل_الحشرات_المؤذية_بالنار

✆ +966580854743

THE GAMBLING IN ISLAM AND NEW TRENDS

Junaid Yousuf

College of Arts, Arabic Language & Literature, King Saud University, Riyadh

قال الله تعالى: ﴿يا أيها الذين آمنوا إنما الخمر والميسر والأنصاب والأزلام رجس من عمل الشيطان فاجتنبوه لعلكم تفلحون، إنما يريد الشيطان أن يوقع بينكم العداوة والبغضاء في الخمر والميسر ويصدكم عن ذكر الله وعن الصلاة فهل أنتم منتهون﴾

O ye who believe! Intoxicants and gambling (dedication of) stones, and (divination by) arrows, are an abomination,-of satan's handwork: eschew such (abomination), that ye may prosper.

The quoted verse of Quran has been taken from surah al-maidha, in which Allah has described about four prohibited things in Islam.

And we are about to talk on one things especially gambling which has been a common phenomenon in this era. A large number of people and youths began to gamble among them and totally disobey the order of Islam. Meanwhile Islam prohibited the practicing gambling and described the harm in a very clear way.

Gambling has a large history, It is not started in this era, but was existence before decades among people of Mecca. There was different type of gambling and some of them mentioned in the hadith of Mohammad (SAW). When the Islam came, Allah has described its prohibit and harm, and Prophet of Allah has mentioned its and all kind of gambling in the hadith which was spread among the people.

It was narrated from Sulaiman bin Buraidah from his father that the Prophet (SAW) said: "Whoever plays backgammon, it is as if he dipped his hand in the flesh and blood of a pig."

It is clearly mentioned about "Nardasheer" which is similar to the chess and Ludo, and the Arab plays this game in return for money and wealth, and has a long history through the ages.

Now a days when all the things turned digital from marketing to study, the ways of gambling also became digital and has been

designed extra gambling games. The young generation is very fond of these games as for as Muslim youths also involved in gambling while Islam always condemns gambling and alcohol and forbid it. Allah says:

﴿يسألونك عن الخمر والميسر قل فيهما إثم كبير ومنافع للناس وإثمهما أكبر من نفعهما﴾

They ask you concerning wine and gambling. Say: in them is a great sin, and some profit but the sin is greater than the profit.

The new ways and trends is common among Muslim youths after a long age.

We should know that the gambling has very harmful impacts on society and person when anyone gets addicted of gambling, he wastes his time and money and lost family and friends, and there occurred clashes between husband and wife, and some of them gets separated.

In conclusion, the gambling in any way is prohibited in Islam since Prophet's era, and there was different ways at that time and now the same things developed and the Muslim youths also gets addicted of its which is totally forbidden. We should look into it and invite them to Islam and stop such things.

June & July 2022

زہر آلود الفاظ

”........الفاظ کو بم بنانے میں بڑا وقت لگتا ہے، ان کی تراش خراش میں دیدہ وری اور دقت ریزی دونوں چاہیے اور جب یہ بن کر تیار ہو جاتے ہیں تو ان کی ہلاکت خیزیاں جوہری ہتھیاروں کو بھی مات کر دیتی ہیں، اس قسم کے صرف دو چار مہلک الفاظ اپنے پاس رکھ لیں، پھر دیکھیے آپ کیسا تہلکہ مچاتے ہیں۔

مغربی دانش وروں نے کچھ عرصہ قبل مسلمانوں کے لیے کچھ الفاظ وضع کیے جیسے ایکسٹریمسٹ مسلم، ایکس مسلم، لبرل مسلم، ماڈریٹ مسلم، کنزرویٹو مسلم۔ جو مسلمان ارکان اسلام کی پابندی کرتا ہو، دینی شعائر کا اہتمام کرے یعنی صحیح معنی میں مسلمان ہو، اس کے اندر دینی غیرت ہو، وہ اسلام کا دفاع کرے وہ ایکسٹریمسٹ اور کنزرویٹو مسلمان کہلایا، جو شخص میثاق اسلام کو پارہ پارہ کر دے وہ ایکس مسلم یعنی سابق مسلم کہلانے میں فخر محسوس کرتا ہے، جو نام کی حد تک خود کو مسلمان کہلوائے، اسلامی قوانین کی من چاہی تشریح کرے، ان میں کیڑے نکالے، نماز روزہ سے اسے کوئی مطلب نہ ہو وہ روشن خیال، لبرل اور ماڈریٹ مسلم کہلائے، یہ اصطلات یوں ہی منظر عام پر نہیں آئیں، انھیں رائج کرنے کے لیے سخت محنت کی گئی، دور نہ جائیں ڈیڑھ سو سال قبل کی ہندوستانی تاریخ کے صفحات پلٹیں، انگریزوں نے ہندوستان پر اپنی گرفت مستحکم کرنے کے لیے وہابی اور وہابیت کا لفظ تراش کر پیش کیا، ان دونوں الفاظ نے جس طرح ہندوستانی مسلمانوں پر قہر ڈھائے وہ اصحاب علم سے مخفی نہیں ہے، وہابی اور وہابیت کی اصطلاح کی ہلاکت خیزیوں نے آج بھی ہمارا دامن نہیں چھوڑا۔۔۔“

مولانا محمد ابو القاسم فاروقی حفظہ اللہ